بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR - QADIAN

اخبار بدر قادیان ضلع گورداسپور

خریدار نمبر

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸

عام قیمت پیشگی عہ
معہ ضمیمہ درس قرآن مجید

چہ گویم باتو گرائی ہا در قادیاں بینی | (رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸) | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں

(پیشگی چار روپے)

(ضمیمہ درس قرآن مجید)

مورخہ ۱۳ صفر سنہ ۱۳۲۸ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۴ فروری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۴ پھاگن سنہ ۶۶

(نمبر ۱۸)

سارے جہاں سے اچھا دارالاماں ہمارا | ایڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دارالاماں ہمارا جنت نشاں ہمارا

فہرست نئے مسلمانوں کی

جو مولوی محمد علی صاحب واعظ احمدی سیالکوٹی کے ہاتھ پر ممالک متوسط میں مسلمان ہوئے

ہندو نام	مسلمانی نام	ہندو نام	مسلمانی نام
ڈہویا	غلام حیدر	پیکو	غلام نبی
کول سو	عبدالستار	جیدی	اللہ دتا
پانڈو	ذوب الدین	نارائن	عنایت اللہ
گرشنا	محمد بخش	ہبے رام	خدا بخش
پانڈو	عبداللہ	ماروتی	ناصر محمد
چندو	غلام رسول	تاراچند	عبدالرحمان
دہنپہ	عبدالرحیم	اڑکو	محمد دین
سکھارام	غلام حسین	لکھا	غلام حسن
ارجن	میران بخش	سینڈو	عبداللہ
سوا	عبدالغفور	بہوا	عبدالقادر
سوتی	نثار اللہ	راما	عظیم اللہ
گوندا	غلام محمد	مادہو	احمد دین
کشن	غلام مصطفے	پانڈو	علی بخش
واجی	دین محمد	فتو	فتح محمد
شو رام	غلام حیدر		

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے ۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تمام ایسی باتیں جو ان کے یا قوم کے سوانح کا جزو بن سکتی ہوں تحریر میں آ جاوین ۔ اس لئے تمام احمدی احباب سے درخواست ہے کہ جو جو بات یا نکتہ یا واقعہ حضرت امام کے متعلق ان کو یاد ہو یا جو نصیحت کسی وقت آپ نے فرمائی ہو یا کوئی ایسی بات یا ادا یا طرز عمل جو کسی بھائی نے آپ کے متعلق سنا ہو ۔ وہ سب کا سب لکھ بھیجیں ۔ اس مطلب کے لئے دو کالم وقف کئے جاتے ہیں امید ہے کہ تمام احمدی برادران توجہ فرمائیں گے ۔ اور ناظرین بدر کے لئے ایک عمدہ غذا روح ہو گیا کہ ہر ہفتہ پہونچتی رہے گی ۔ حضرت کے خاص مخلصین جن کو زیادہ تر نیک صحبت حاصل ہوئی ہے ۔ خصوصیت سے توجہ فرماویں قبل از دعوے ماموریت یا براہین احمدیہ کے زمانے کے حالات بہت ہی دلچسپ ہوں گے ۔ جو کچھ لکھا جاوے ۔ بہت مختصر اور جامع ہو ۔

پتے درکار ہیں ماسٹر عبدالرحمن صاحب جالندہری مدرس تعلیم الاسلام کو تبلیغ حق کا بہت جوش ہے ۔ اللہ تعالیٰ برکت دے ۔ حال میں علاوہ اپنا ایک اشتہار عربی میں ترجمہ کر اکر بعد پسندیدگی حضرت خلیفۃ المسیح چھپوا رہے ہیں اور مصر و ایران و عرب وغیرہ ممالک اسلامیہ کے علماء کو پہونچانا چاہتے ہیں اور احباب سے خواہش رکھتے ہیں کہ اس کام کے واسطے بہت سے نام اور پتے دیکر اور نیز مفید مشورہ سے انہیں مشکور فرماویں ۔

حکیم فضل دین صاحب ان دوستوں کے شکر گزار ہیں ۔ جنھوں نے انہیں بیمار پرسی کے خطوط لکھے اور دعا کی اور آیندہ دعا کا وعدہ کیا امید ہے کہ ان کے واسطے دعا کا سلسلہ دوست جاری رکھیں گے اور جنھوں نے توجہ نہیں کی وہ اب جاری کریں گے ۔ کیونکہ یہ مخلص دوست بسبب بیماری کے بہت تکلیف میں ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں شفا دے ۔

حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی نے احمدیوں کو دعوت دی

کچھ عرصہ ہوا کہ حافظ عبدالمنان صاحب مشہور اہلحدیث نے اپنے پوتے کے عقیقے کی تقریب پر اپنے احمدی بھائیوں کو خصوصیت کے ساتھ مدعو کیا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ۔ کیونکہ آخر اتنی مدت قرآن و حدیث پڑھا پڑھا کے اور پھر احمدیوں کا طرز عمل و ایثار و اخلاص دیکھ کر اگر آپ اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہوں کہ احمدیوں سے بڑھ کر کوئی سنت نبوی کا تابع اور کوئی متبع قرآن مجید اور پکا موحد نہیں

(بدر پریس قادیان میں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام قاضی محمد ظہور الدین اکمل چھپ کر شائع ہوا)

تو اس میں غضب کونسا آگیا۔ کیونکہ جہاں اہل حدیث نے پیر پرستی۔ قبر پرستی کا ایک حد تک استیصال کیا ہے وہاں احمدیوں نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور ایک شرک عظیم سے نہ صرف خود توبہ کی بلکہ ایک جہاں کو توبہ کرادی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق چند باتیں تھیں (۱) ان کا لایزدل ولایحول ہونا (۲) عالم الغیب (۳) مُردوں کو زندہ کرنیوالا (۴) فیہا تحیون اورکم فی الارض مستقر کے خلاف آسمان پر دو ہزار برس سے جاگزین ہونا (۵) خاتم النبین سید المرسلین صلعم سے بڑھ کر قوت قدسیہ رکھنا کہ تمام جہان کو مسلمان بنادے گا (۶) بعض آیات قرآنی کا ناسخ ہونا مثلاً لا اکراہ فی الدین وحتی یعطوا الجزیۃ۔ وغیر ذلک اور کچھ مسیح الدجال کے متعلق کہ وہ مینہ برسائے مُردے کو زندہ کرنے پر قادر ہوگا اور خزانے اس کے تابع ہوجاویں گے۔ غرض ایسی باتیں کہ جو صریح آیات قرآن و احادیث سید الانس والجان کے خلاف ہیں۔ ایک باعزت کامل الایمان مؤمن کب اپنے عقیدہ میں شامل رکھ سکتا ہے۔ پس جو سمت جماعت یہاں تک موحد ہو کہ وہ عیسےٰ علیہ السلام ایک خدا کے نبی کے متعلق بھی کوئی شرک انگیز بات اپنے عقیدہ میں شامل نہیں رکھ سکتی اور جس جماعت کا ایمان۔ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ٭ گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

ہوا ور جو خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئیوں کا (جو قرب قیامت کے متعلق تھیں) پورا ہونا جزو ایمان قرار دیتی ہو اگر اس سے تحابب وتہادی کا سلسلہ جاری نہ ہو۔ تو پھر کس سے ہو میرے خیال میں وہ لوگ بہت غلطی پر ہیں جو حافظ صاحب کو تہم کر رہے ہیں اور ان کے پچھلے فتوے اس کے متعلق یاد دلا رہے ہیں کہ مرزائیوں سے سلام بھی جائز نہیں۔ چہ جائیکہ ان کی دعوت مسنونہ کی جاوے اور بڑی عزت و احترام سے خود ان کا استقبال کیا جاوے کیونکہ انسان آخر انسان ہے۔ ممکن ہے وہ پہلے کوئی رائے غلطی سے دے۔ اور بعد ازاں اس سے رجوع کرے۔ حافظ صاحب مکرم کو بھی اس پر جھنجھلانے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مخلوق کی خالق کے سامنے کیا حقیقت ہے مولانا حافظ غلام رسول صاحب احمدی آپ کے پُرانے رفیق و دوست اب بھی اسی وزیر آباد میں موجود ہیں۔ وہ ہر طرح آپ کی مدد کرنے کو تیار ہیں اور خدا ان کا نمونہ اس بات کی کافی ضمانت ہے۔ کہ وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لایعلمون وزیر آبادی جماعت کو چاہیئے کہ وہ بھی حافظ عبد المنان صاحب کو اپنی دعوتوں میں مدعو کیا کریں۔

ممبری شراب

بمبئی کے اخبار ایگزیمنر نام مورخہ ۱۲ار فروری سنہ رواں میں ایک اشتہار ہماری نگاہ سے گذرا ہے۔ جس میں ممبری شراب کے نرخ وغیرہ دئے گئے ہیں لکھا ہے کہ بارہ بوتلیں دس روپے میں مل سکتی ہیں۔ ممبری شراب سے مراد وہ شراب ہے۔ جو پادری صاحب ایسوعی عبادت گاہ المعروف گرجا کے اندر ممبر پر چڑھ کر نمازیوں کے درمیان تقسیم کرتے ہیں اور جس کے بغیر عبادت کا ایک خاص رکن یعنی عشائے ربانی پورا نہیں ہوسکتا اسی اشتہار میں پیر پادری صاحب کی تصدیق بھی ہے۔ کہ یہ شراب خالص ہے اور عبادتگاہ میں استعمال کے لائق ہے۔ کیا یہ قوم کبھی دعویٰ کرسکتی ہے کہ وہ دنیا کے اخلاق کو سنوارنے کے واسطے باہر نکلی ہے۔ جس میں ام الخبائث کا استعمال مذہبی رسوم میں ضروری ہے حقیقی مُصلح ہونے کا دعوے اُسی کو سجتا ہے۔ جس نے خمر کے حرام ہونے کا حکم سُنا کر چند منٹوں میں سب سے شراب چھڑادی۔

اللّٰہم صل علےٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارک وسلم

امیر المؤمنین۔ حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ رات کے وقت لوگوں کے حالات معائنہ کرتے پھرتے تھے اتنے میں ایک شکستہ جھونپڑے سے کسی عورت کی آواز سنائی دی جس کے بچہ پیدا ہونیوالا تھا اور اس عورت کا غریب شوہر حسرت کے ساتھ کہہ رہا تھا۔ ہائے کیا کریں۔ آج تو گھر میں کھانے کو ایک لقمہ بھی نہیں۔ حضرت فاروق رض پچھلے پاؤں گھر لوٹ آئے اور بیوی سے اس کا ذکر کرکے اس اڑے وقت میں ان کو مدد دینے کی ترغیب دی۔ بیوی نے بڑی خوشی سے اس فرمائش کو منظور کیا۔ اور اس جھونپڑے کی طرف روانہ ہوگئیں آگے بیوی جارہی تھیں اور پیچھے پیچھے خود فرمانروائے عرب ہاتھ میں کچھ نقدی لئے اور آٹے کی ایک بوری پیٹھ پر اٹھائے جارہے تھے۔ پھر ان لوگوں کو گھر میں پہونچ کر آپنے آٹا وغیرہ تو مالک مکان کے پاس رکھا اور خود چولھے کی طرف ہوکر ہنڈیا چڑھائی۔ اور لکڑیاں لگا کر آگ جلانی شروع کی۔ آہ کیسا ایثار کیسی خدا ترسی اور کیسی للّٰہیت ان لوگوں میں تھی۔ کہ اس تنگ وتار اور دھواں دھار جھونپڑے میں چولھے کے آگے بیٹھے۔ جب آپ پھونکیں مارتے تھے تو آپ کی داڑھی زمین سے چھو جاتی تھی۔ اتنے میں اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا تو حضرت عمرؓ کی بیوی نے پکارا۔ اے امیر المؤمنین اپنے دوست کو بشارت دو کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ مالک خانہ سنتے ہی ہکا بکا رہ گیا اور کہنے لگا۔ آپ امیر المؤمنین ہیں؟ بخدا آج سے پہلے میں نے آپ کو ہمیشہ منصف اور عادل پایا۔ مگر آج آپ کو حد درجہ کا رحمدل اور محسن دیکھا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ جناب پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ۔ یعنی تم میں سے ہر ایک گلہ بان ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جاوے گا۔" (م۔پ)

خطبۂ جمعہ

(۱۸۔ فروری سنہ ۱۹۲۱ء)

حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا۔

انسان کو اپنے خالق و رازق و محسن سے محبت ہوتی ہے۔ مگر محبت کا نشان بھی ہونا چاہیئے اس لئے فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنی اگر تمہیں اپنے مولیٰ سے محبت کا دعوےٰ ہے تو اس کی پہچان یہ ہے کہ میری اتباع کرو۔ پھر تم محب کیا اللہ کے محبوب بن جاؤگے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے لئے آپکے کچھ حالات جو قبل از دعویٰ نبوت تھے وہ ان کی محرم راز بی بی نے بیان۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنے سید و مولیٰ کی عادات کیونکہ ان خصائل والا ذلیل نہیں ہوتا اور دنیا میں کون چاہتا۔ ذلت کے کئی اسباب ہیں۔ (۱) ایسی بد نما شکل ہو کہ دیکھیں (۲) محتاج ہو سائل بن کر جانا پڑے (۳) اولا گزرے (۴) ننگ و ناموس پر حملہ کیا جاوے۔ غرض ... سے بچنے کا یہی نسخہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واضح ہوتا ہے آپ کی بی بی فرماتی ہے۔ انک لتصل ا بات تو تم میں یہ ..... کہ جہاں ماں کا تعلق ہو یا بی بی کا اس کا تو بہت لحاظ رکھتا ہے۔ ماں کے سبب سے بھائیوں سے محبت ہوتی ہے۔ دادی کے سبب چچوں کے ساتھ۔ جو لوگ رحم کا لحاظ رکھتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں ان کو اللہ ذلت سے بچاتا ہے۔ (۲) وتحمل الکل۔ کسی بیچارے کے دُکھ کو برداشت کرلیتا ہے کسی کے دکھ درد میں شریک ہوتا اور اس کا بوجھ ہلکا کرتا ہے (۳) وتقری الضیف۔ اور نو وارد کی مہمان نوازی کرتا ہے (۴) وتعین علیٰ نوائب الحق اور جو ضرورتیں وقتاً فوقتاً قوم و دین کے لئے پیش آئیں تو ان ضرورتوں کے لئے جان و مال سے مدد کرتا ہے۔

(۵) وتصدق الحدیث۔ جو بات مونہہ سے نکالتا ہے وہ سچ ہوتی ہے افسوس کہ آجکل لوگ معاہدات کا خلاف کرتے ہیں اور جھوٹ بولنا معمولی بات سمجھتے ہیں اور امانت میں خیانت کرتے ہیں (۶) وتکسب المعدوم جو پاک فضیلتیں اور سچائیاں معدوم ہوگئی ہیں ان کو تو از سر نو رواج دیتا ہے مومن کو چاہیئے کہ ایسی صحبتوں کو حاصل کرے جس میں بیٹھ کر اس کی اصلاح ہو۔ تم بھی ... یہ نیکیاں حاصل کرو۔ یاد رکھو کہ ہر ایک نیکی و بدی بمنزلہ بیج کے ہے اور ابتدا میں نیک یا بد کام بہت خفیف ہوتا ہے مگر بڑھتے بڑھتے بڑا عظیم الشان ہوجاتا ہے۔ بد نظری ایک خفیف بات معلوم ہوتی ہے مگر یہی بڑھتے بڑھتے زنا تک پہونچتی ہے پس تم اپنے اعمال کا محاسبہ کرو۔ کہ بدی کو ابتدا میں روکو اور چھوٹی سی چھوٹی نیکی کے حاصل کرنے میں بھی دیر نہ لگاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دیوے۔ آمین۔

ہدایات

مکرم و معظم جناب مفتی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بفضل [illegible] سلسلہ کے اپنے اخبار اس وقت چار جاری ہیں جنکو کہ [illegible] ہزار روپیہ قوم کا ان پر خرچ ہوتا ہے۔ احمدیہ [illegible] زیادہ خوشی اور شوق سے جب کبھی کوئی اخبار [illegible] میں حصہ لیتی اور اخباروں میں اور احمدیہ قوم کی اخبارون [illegible] ہے کہ ان کے جتنے خریدار ہوتے ہیں۔ تقریباً سب ہی [illegible] ادا کرنے والے ہوتے ہیں اس لئے وہ جس وقت نکلیں فوراً [illegible] چل جاتی ہیں۔ یعنے جب کبھی کوئی احمدی سلسلہ کا ممبر اخبار نکالنا چاہتا ہے اس کے خریدار پہلے سے ہی بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ کوئی تلاش نہیں کرنی پڑتی۔ ایک فہرست ان اصحاب کی جن کے نام پہلے اخبار یا رسالے جاری ہیں۔ [illegible] وی پی کرنے شروع کر [illegible] اپنے ہوتے ہیں۔ جو کہ وی پی لینے سے انکار کرتے ہوں اس لئے اخبار فوراً چلنے لگ جاتا ہے۔ اور پریس یا ایڈیٹر یا اوڈیٹر کو کوئی خاص تکلیف ہو اور اخبار والوں کو [illegible] میں نہیں اٹھانی پڑتی۔ پھر اگر کسی وقت اخبار کے پہنچنے میں باقاعدگی نہ رہے تو بھی ممبر سلسلہ احمدیہ نیک ظنی سے کام لیتے ہیں اور ایڈیٹر یا پریس پرنٹر کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دیتے اور نہ مؤاخذہ اور اپنا حق ادا کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ کس لئے ایسا کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ خدانخواستہ بے وقوف ہیں بلکہ اس لئے زیادہ تو بموجب قرآن کریم کے کوئی بھی اور کوئی عقلمند ہو ہی نہیں سکتا۔ انھوں نے اس امام وقت کو زمانہ میں پہچان لیا۔ اور وہ ایسا صرف اس لئے کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کے راہ میں بیچ چکے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ اعلائے کلمۃ اللہ میں حصہ لیں۔ لیکن میں افسوس سے عرض کرتا ہوں کہ بالمقابل اخبار نویس اپنا پورا حق ادا نہیں کرتے ہفتہ میں تو تقریباً پچاس ڈبل صفحے ہمارے اخباروں کے چھپتے ہیں۔ جن پر کہ سلسلہ کے اصحاب کا روپیہ خرچ ہوتا ہے مگر بہت ہی تھوڑا ان میں اس صداقت کے اظہار کا حصہ ہوتا ہے۔ جو کہ احمدیہ سلسلہ کے ممبروں کا اپنے امام اور خلیفۃ المسیح کے نقش قدم پر چلنے کا نتیجہ ہونا چاہیئے۔ اخبار بدر اگرچہ (معاف فرمادیں) پورا نہیں۔ لیکن بہت حد تک اس فرض کی ادائگی کی کوشش کرتا ہے باقی اخبارات میں مضمون تو بہت ہوتے ہیں مگر احمدیت کے رنگ میں نہیں ہوتے بلکہ ایک طعنہ بازی کے رنگ میں۔ میرے خیال میں ہمارے اخبار نویسوں کا فرض ہے کہ بہت متانت سے سلسلہ کے مخالفین کے سوالات کو قرآن شریف اور حدیث شریف کے حوالوں سے مفصل طور پر حل کریں اور اس میں اگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں ہی سے کام لیں۔ تو ان کو کوئی بڑی بھاری وقت نہیں کرنی پڑتی اور ہمارے اسلام کے اصولوں کو بہت ہی مدلل رنگ میں بیان کریں۔ اور جو عیب اور غلطیاں ان میں زمانہ کے اثر سے آگئی ہیں ان کو دور کر کے اور صاف کر کے پیش کریں۔ تاکہ دنیا اصل اسلام کو دیکھ سکے۔ اگر یہ کام ہمارے اخبار کریں تو سب روپیہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اخباروں میں بھی بفضل خدا دن بدن ترقی ہوگی ورنہ پھر اور اخباروں میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ اخبار بدر میں قرآن کریم کے نوٹ جو حضرت خلیفۃ المسیح کی پاک زبان سے نکلتے ہیں۔ قرآن کریم کی محبت رکھنے والوں کے لئے بے بدل ہوتے ہیں۔ پھر ماسوا اس کے میں دیکھتا ہوں کہ اور مضامین انہیں اصولوں پر [illegible] ہیں کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہمارا [illegible] اخبار نویس [illegible] ہوتے ہیں [illegible] اخبار میں [illegible] [illegible] اور [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] کی جاتی ہے۔

[illegible] بالکل [illegible] کام کر [illegible] کا حق ہے کہ ان [illegible] اخبار نویسوں سے میری یہ عرض ہے کہ اگر [illegible] زیادہ اس اصول کو [illegible] عرض کیا ہے مدنظر رکھیں۔ تو میرے خیال میں شاید زیادہ موجودہ صورت [illegible] سکیں۔ صرف اصلاح کی نیت سے عرض کیا گیا۔ والسلام
خاکسار [illegible]

بدر۔ [illegible] ڈاکٹر صاحب کے مضامین مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ انہیں بالخصوص ایسے مضامین کس قدر پسند ہیں۔ جو سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے واسطے خاص ہوں اور یہ ان کے صدق و اخلاص کی نشانی ہے۔ پر میں ان کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قوم کو صرف ایسے ہی مضامین کی ضرورت نہیں بلکہ ان مضامین کی بھی ضرورت ہے جو اس زمانہ بلکہ ان دنوں کے جدید طرز مخالفت اسلام و مسلمین کا پورے زور کے ساتھ مقابلہ کریں اور معزز لوکل ہمعصر اخبارات اس ضرورت کو بہت کچھ پورا کر رہے ہیں اور اس معاملہ میں ان کی کوششیں قابل شکرگذاری کے ہیں۔ جو جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے چار لاکھ تک پہنچ چکی ہو۔ وہ سب کی سب ایک مذاق کی نہیں ہو سکتی۔ جہاں ہمارے معزز دوست ڈاکٹر صاحب بدر کو اس واسطے زیادہ پسند فرماتے ہیں کہ اس میں زیادہ تر سلسلہ کے واسطے تائیدی مضامین ہوتے ہیں اور درس قرآن شریف کے نوٹ ہیں۔ وہاں مجھے پچھلے سال کا ایک ایسا واقعہ بھی یاد ہے کہ ایک معزز دوست نے بدر اور الحکم کو صرف اس واسطے بند کر دیا تھا کہ بدر میں پولیٹیکل مضامین بالکل نہیں ہوتے اور الحکم میں ہوتے ہیں تو گاہے گاہے۔ الغرض اخبار کے اڈیٹر کی پوزیشن اس معاملہ میں بہت نازک ہے کہ اُسے ہر ہفتہ ہزاروں آدمیوں کی خدمت میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ جن کے مذاق نہ صرف مختلف بلکہ بعض دفعہ متضاد ہوتے ہیں۔

حیرت ہے آسمان پہ گئے حضرت مسیح ٭ واں کونسا مقام ہے بول و براز کا

یہود کے خیال

وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ جو لوگ حضرت مسیح کو زندہ مع الجسم العنصری آسمان پر بیٹھا ہوا مانتے ہیں وہ اس آیت کا یہ مطلب لیتے ہیں۔ کہ جب حضرت مسیح آسمان پر سے اتریں گے تو تمام جہان کے یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لے آویں گے اور کوئی کافر نہ رہے گا۔ حالانکہ یہ مطلب سیاق و سباق کے بالکل خلاف ہے اور نیز دیگر آیات قرآنیہ سے تناقض لازم آتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف بصراحت بیان فرماتا ہے کہ یہود وغیرہ قیامت تک رہیں گے۔ اس موقعہ پر اس مطلب کی غلطی کے متعلق ہم زیادہ لکھنا نہیں چاہتے۔ بلکہ یہاں پر ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آیت مندرجہ عنوان کی ہمارے نزدیک صحیح توجیہ کیا ہے۔ جب ہم اس آیت کے ماقبل کی آیتوں پر غور سے نظر کرتے ہیں۔ تو نہایت واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ تمام یہود حضرت مسیح کی موت کے پہلے سے اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح مقتول و مصلوب نہیں ہوئے اور صلیبی موت سے محفوظ رہے اور یہودی جو حضرت مسیح کو مقتول و مصلوب کہتے ہیں وہ دلی یقین سے نہیں کہتے گویا یہود کی دو حالتیں ہو رہی ہیں۔ سب سے اول تو ان کا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر نہیں مرے پھر دل کو تشفی دیتے ہیں کہ مر ہی گئے ہوں گے۔ موت کے خیال سے قبل نہ مرنے کا خیال آتا ہے۔ خاکسار کبیر الدین احمد (احمدی) سکرٹری انجمن احمدیہ
(لکھنؤ)

شیخ غلام احمد صاحب واعظ

شیخ صاحب موصوف لائلپور سانگلہ سے ہوتے ہوئے ملتان پہنچ گئے ہیں۔ ہر جگہ سے ان کے وعظوں کی کامیابی کی خبریں آرہی ہیں۔ ملتان میں باوجود بعض نادان مخالفین کی روک تھام کے بڑے شان کے ساتھ جلسہ وعظ منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ صاحب موصوف کی زبان میں ایک برکت رکھی ہے کہ ان کی تقریر پُر اثر ہوتی ہے کیوں نہ ہو وہ اخلاص کے ساتھ اس کام میں مصروف ہیں اور درد دل کے ساتھ حق کی اشاعت کے کام میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین

ویدوں میں دُعا

چند روز ہوئے ایک آریہ نے مجھ سے سوال کیا کہ اگر فرض کرو ایک عورت حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ تو کیا دُعا کرنے سے خدا اسے لڑکا بنا سکتا ہے۔ میں تاڑ گیا کہ اس نے مذہب اسلام کے مسئلہ دُعا پر اعتراض کیا ہے۔ مگر میں نے متانت سے تحقیقی جواب جو مجھے معلوم تھا یہ دیا کہ خدا کے لئے لڑکی کا لڑکا بنا دینا محال نہیں ہو سکتا اور اس کی بے حد قدرت کے آگے یہ کوئی بڑی بات نہیں مگر کر سکنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے کہ وہ بہت کچھ کر سکتا ہے بلکہ ہر بات جو اس کی صفت خدائی کے خلاف نہ ہو وہ کر سکتا ہے مگر بعض باتیں ایسی ہیں جن کی نسبت اس نے وعدہ کر لیا ہے کہ میں ان کے خلاف نہیں کرونگا پس چونکہ وہ صادق الوعد ہے (و من اصدق من اللہ قیلاً) اس لئے ان باتوں کے خلاف کسی کی دعا قبول نہیں مثلاً کوئی دُعا کرتا رہے کہ مجھ پہ موت وارد نہ ہو اور میں ہمیشہ زندہ رہوں، تو یہ دُعا اس کی اپنی خواہش کے مطابق پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ دُعا اس کی کل نفس ذائقۃ الموت کے وعدہ کے خلاف ہے اسی طرح اس قسم کی دعائیں بھی قبول نہیں ہو سکتیں کہ میں بغیر کھانے پینے کے زندہ رہوں یا اڑ کر آسمان پر چلا جاؤں یا میرا فلاں بزرگ جس کو مرے ہوئے سو سال کا عرصہ گذرا ہے زندہ ہو جاوے۔ میرے خیال میں لڑکی کا لڑکا نہیں بن سکتا۔ کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے وعدے لاتبدیل لخلق اللہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے اس کے بعد میں نے اُسے بتایا کہ ہم کس قسم کی دُعا کے قائل ہیں۔

اوّل محض دل سے خواہش کرنا یا موہنہ سے مانگنا قبولیت دُعا کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ ہر امر میں ایک خاص نتیجہ پیدا کرنے کے لئے چند شرائط ہوتی ہیں۔ جب تک ان شرائط کو ملحوظ نہ رکھا جاوے نتیجہ خاطر خواہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان عمل صالح۔ خلوص نیت۔ جناب الٰہی سے سچا عشق وغیرہ قبولیت دُعا کے لئے شرط ہیں جس قدر ایک انسان میں یہ باتیں پائی جائینگی اسی قدر اس کی دُعاؤں میں قبولیت کا رنگ ہوگا۔ موہنہ سے دُعا مانگنا اور لوازمات کو پورا کرنے کی کوشش نہ کرنا بے سود ہے۔

دوم ہر انسان ایک تقدیر میں محصور ہے بعض باتیں ایسی ہیں جو اس کی قدرت سے باہر ہیں اور ان پر اس کا کچھ اختیار نہیں اور بعض ایسی ہیں کہ اس کی قدرت خداداد کے ماتحت ہیں پس دُعا تقدیر سے بیرونی اشیاء پر احاطہ نہیں کر سکتی بلکہ صرف ان امور میں قبول ہو سکتی ہے جو اس کی تقدیر کے اندر ہیں غرض اس آریہ کو جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں نے سمجھایا حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گیا اس کے بعد مجھے اتفاق سے رگوید کا اردو ترجمہ مل گیا جس کو میں نے بڑے شوق سے پڑھنا شروع کیا کہ دیکھیں اس میں کیا لکھا ہوا ہے جو آریہ لوگ اس کی اس قدر تعریف کرتے ہیں۔ مگر میں نے پہلا ہی منتر پڑھا تو مجھے آریہ مذکور کا دُعا کے متعلق وہ سوال یاد آ گیا وہ منتر یہ ہے۔

اے پرمیشور جو سب جگت کا پیدا کرنے والا۔ پورن سامرتھ وان سب سُکھوں کا داتا اور سب ودیاؤں کا پرکٹ کرنے والا پرماتما ہے وہ سب کے پران اکٹھ کرنے [illegible] آنند سروپ [illegible] ہم لوگ ان اور [illegible] کی اچھا اور [illegible] آرام کی پراپتی کے لئے [illegible] مزید [illegible] جس [illegible] اسی کا آسرا کرتے ہیں سو ہم بھی اسی کا آسرا لے کر اسی کو پراپت ہونے [illegible] کرو۔ اے بھگوان [illegible] دیاوان سروگ کے لئے [illegible] اور [illegible] اور کرپا کیجئے کہ جس سے کوئی پاپی یا چور ڈاکو ہم میں پیدا نہ ہو اور ہمارے پشوؤں کی رکھشا کیجئے اور [illegible] آپ سے رکھشک اور بھی خواہ [illegible] یہ سب چیزیں سکھدائک ہوں۔

اس منتر سے مفصلہ ذیل امور حل ہوتے ہیں۔

(۱) یہ منتر پرمیشور کا کلام نہیں اگر پرمیشور کا کلام ہوتا تو ہم کو مخاطب کرکے کہا جاتا کہ میں جگت کا پیدا کرنے والا ہوں وغیرہ۔ اور تمام لوگوں کو کہدے کہ ایسا ایسا کریں اور مجھ سے اس طرح پرارتھنا کریں مگر یہاں کہا گیا ہے۔ اے پرمیشور ہم ایسا ایسا کرتے ہیں تم بھی ایسا ہی کرو اور پرمیشور سے فلاں امور کے لئے دعا مانگو آخر ظاہر ہے کہ ایک یا زیادہ شخص دوسرے لوگوں کو سمجھا رہے ہیں اور یہ ان کا اپنا قیاس ہے۔

(۲) رُوح اور مادہ خدا کی طرح ازلی نہیں اگر ازلی ہوں تو خدا اُن کا پیدا کنندہ نہیں کہلا سکتا مگر یہاں کہا گیا ہے کہ وہ سب جگت کا پیدا کرنے والا ہے۔

(۳) آریوں کا یہ عقیدہ کہ پرمیشور کوئی نئی چیز پیدا نہیں کر سکتا۔ غلط ہے کیونکہ اول تو اس کو سب جگت کا پیدا کرنے والا سب سُکھوں کا داتا اور سب ودیاؤں کا پرکٹ کرنے والا بتلایا گیا ہے اور دوم اس سے دُعا مانگی گئی ہے۔ کہ کوئی پاپی یا چور ڈاکو ہم میں پیدا نہ ہو۔ اگر وہ نیست سے ہست نہیں کر سکتا اور مجبور ہے کہ انسان کو اس کے کرموں کے مطابق پیدائش دے تو وہ جگت کا پیدا کرنے والا سکھوں کا داتا اور ودیاؤں کا پرکٹ کرنیوالا نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے پرارتھنا کی ضرورت ہے۔

(۴) آریوں کا عقیدہ تناسخ باطل ہے تناسخ کے رو سے انسان کرموں کے مطابق خلقت پاتا ہے اور پرمیشور اُسی کے مطابق دکھ اور سکھ دینے پر مجبور ہے پس تناسخ کا قائل نہیں کہہ سکتا اگر کہے تو بے وقوف دیوانہ کہلائے۔ [illegible] انعام [illegible] نہیں کر سکتا [illegible] اس منتر میں [illegible] کی گئی ہے [illegible] ڈاکو پیدا نہ ہو [illegible]

پاپی یا چور ڈاکو پیدا ہو اور [illegible] دوسرے کے کرم لیتے [illegible] چور یا ڈاکو یا پاپی پیدا ہو۔ تو پرمیشور [illegible] کہ اس [illegible] گھر میں چور ڈاکو یا پاپی پیدا کرے کیونکہ تناسخ کی رو سے اس کا کام کمہار کی طرح محض [illegible] کرنا ہے اور [illegible] نہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس منتر کا کہنے والا یا تو [illegible] تناسخ کا قائل نہیں۔ اور اگر ہے تو کوئی پاگل دیوانہ ہے۔

(۵) اس منتر کا کہنے والا کوئی بہرن [illegible] غلام یا نوکر ہے جو اپنے آقا یعنی [illegible] کے لئے بھی دُعا مانگتا ہے کہ ان کے پشو یعنی مواشی صحیح سلامت رہیں۔ یا [illegible] غلاموں یا نوکروں کو سکھاتا ہے کہ تم یہ دُعا مانگا کرو۔

(۶) اس منتر میں سکھایا گیا ہے کہ خدا کسی چیز کو پیدا کرنے او خاص شکل میں پیدا کرنے کے لئے مجبور نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور محض اپنے فضل سے نہ کسی کے پرانے کرموں کے باعث طرح طرح کے انعام و اکرام کرتا ہے انسان اپنے اختیار خداداد سے اپنی بدکرداریوں کے سبب عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے ورنہ اس نے سب کو معصومیت اور اسلام کی پیدائش دی ہے اگر یہ باتیں صحیح نہیں تو اس کو جگت کا پیدا کرنے والا اور سکھوں کا داتا اور ودیاؤں کا پرکٹ کرنے والا کہنا اور یہ کہنا کہ وہ اتم کرموں کے لئے متوجہ کرتا ہے اور اس سے پرارتھنا کرنا کہ اسے بھگوان کرپا کیجئے کہ جس سے کوئی چور ڈاکو یا پاپی ہم میں پیدا نہ ہو اور ہمارے پشوؤں کی رکھشا کیجئے وغیرہ۔ یہ سب امور باطل اور فضول ٹھہرتے ہیں۔

چونکہ ستیارتھ پرکاش کا مصنف اور اس کے ماننے والے اس بات کے قائل ہیں کہ پرمیشور کوئی نئی شے پیدا نہیں کر سکتا اور روح اور مادہ اس کی مانند ازلی ابدی ہیں اور وہ روح اور مادہ کو ان کے کرموں کے مطابق ترکیب دینے پر مجبور ہے۔ (حالانکہ اول تو کسی چیز میں جبلی طور پر طاقت فصل اور وصل کا ہونا کسی فلسفہ کے رو سے صحیح نہیں اور اگر صحیح مان بھی لیا جاوے تو پرمیشر کی ضرورت ثابت نہیں ہوتی) اور اُس سے دُعا مانگنی یا پرارتھنا کرنا بے سود ہے اس لئے اس منتر سے دو اہم نتیجے جو برآمد ہوتے ہیں یہ ہیں۔

اوّل ممکن ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے اکثر مضامین ویدوں کے لئے

ن - مگر یقیناً اس کا بہت سا حصہ ویدون کی تعلیم کے مخالف ہے
بنیاد پنڈت دیانند صاحب کا اپنا خیال ہے جس کو اس نے
ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ویدون کی طرف منسوب کر کے
ہے - کم از کم یہ منتر پرمیشور کو پیدا کرنے والا اور دعاؤن کے
نے والا قرار دیتا ہے - جس سے روح مادہ کی قدامت اور
ت اُڑ جاتے ہیں مگر پنڈت دیانند صاحب بڑی شد و مد
[illegible] کتاب [illegible] کے خلاف ثبوت بہم پہونچانے کی بے [illegible]
[illegible] پس یہ ہرگز تسلیم نہیں ہو سکتا کہ ستیارتھ پرکاش کے
ل مضامین ویدون کی تعلیم کے عین مطابق ہیں - بلکہ [illegible]
ایک حد تک خود آریون نے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ ستیارتھ پرکاش
قابل اعتبار کتاب نہیں اور بغیر ترمیم اس کو مان نہیں سکتے چنانچہ
انہون نے پہلے اڈیشن میں جو یہ بات درج تھی کہ روح انسانی [illegible]
کی طرح [illegible] بات پر پڑتی ہے اور جب مرد اور عورت اس کو کھاتے
ہین تو وہ روح ان مین حلول کر جاتی ہے - اور عورت کے رحم سے [illegible]
مین پیدا ہوتی ہے اس کو [illegible] اڈیشنون سے [illegible] دیا ہے -

دوم - عام طور پر دیانندی صاحبان ویدون کی تعلیم سے بالکل
نابلد ہیں انہون نے ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں اور نہین جانتے کہ ان
مین کیا لکھا ہے - وہ اندھا دھند ستیارتھ پرکاش کی تقلید کرتے ہیں
اور اسی کو [illegible] کتاب [illegible] مگر اس کے [illegible] سے بالکل
ناواقف ہیں پس کیسے افسوس کی بات ہے کہ خود انہون نے ویدون
کو پڑھا نہین - اور نہ ان کی تعلیم سے کما حقہ واقف ہیں مگر دوسرون کو ان کی
تعلیم منوانا چاہتے ہیں - ان کو چاہئے کہ پہلے خود سنسکرت سیکھیں اور
ویدون کو پڑھیں اور دیکھیں کہ ان میں کیا لکھا ہے اس کے بعد ان کو
حق پہونچ سکتا ہے کہ اگر کوئی ان میں حق اور پسندیدہ بات ہو تو وہ
ہم کو بتائیں - مگر ہان دیانندی بیچارے بھی معذور ہیں سنسکرت
اب کسی ملک مین بولی نہین جاتی - وہ مُردہ ہو چکی ہے - تباہ اور فنا
ہو چکی ہے اور دنیا سے نیست و نابود ہو چکی ہے وہ اب پڑھین [illegible]
کس سے اور دوسرون کو سکھائین کیا - یقیناً زبان کا مُردہ ہونا اس
کی کتابون کو مردہ ثابت کرتا ہے اور ساتھ ہی اس مذہب کو بھی جو اس
زبان مین کسی وقت مین دنیا مین پھیلا گیا تھا - یقیناً یاد رکھو اس وقت
روئے زمین پر ایک ہی زندہ زبان اور زندہ مذہب ہے جس کا نام پاک
اسلام ہے اور وہی زندہ رسول ہے جو اس مذہب کو لایا اسی کی
پیروی سے نجات ملتی اور حیات جاوید حاصل ہو سکتی ہے - دنیا مین
صرف عربی زبان ہی ایسی زبان ہے جو تغیر پذیر نہین اور اسلام ہی
کی وہ کتاب قرآن کریم ہے جو انسانی دست برد سے پاک ہے
اور حضرت محمد مصطفےٰ اور احمد مجتبےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اب وہ
رسول ہے جس کی اتباع سے تمام فلاح کے ذریعے حاصل ہو

سکتے ہیں - ممکن ہے کوئی آریہ سوال کرے کہ اگر ویدون کی زبان
اب سمجھی نہین جا سکتی تو اس کا ترجمہ کیسے ہو گیا اور تم نے کیسے سمجھ لیا
سو اس کا جواب یہ ہے کہ فی الحقیقت یہ ترجمہ یجر وید کا جو میرے پاس ہے
اور جس کو ترجمہ اُردو کہا گیا ہے یہ پورا ترجمہ اُردو نہین کیونکہ جیسا کہ
ترجمہ سے ظاہر ہے - بہت سے الفاظ سنسکرت مین ہی رکھ دئے
گئے ہیں - اور مترجم نے ہر منتر کے مطلب کو اپنی زبان مین بیان
کرنے کی کوشش کی ہے جو اس کا محض اپنا خیال ہے نہ کہ منتر کا
مطلب - سنسکرت [illegible] پرانی زبان نہین جو دیانندی ظاہر کرتے
ہیں - بلکہ جیسا کہ لفظ سنسکرت اور تاریخی شہادت سے ثابت ہے یہ
[illegible] کے شروعات سے ہزار ہا سال بعد جب
آریہ [illegible] چاروں کو [illegible] کر کے ہندوستان
مین آئے [illegible] تقریباً چار ہزار سال
[illegible] قدرتاً اس مین تغیر واقع ہوتا رہا جس کی وجہ
زبان معدوم ہو گئی [illegible] پنجابی اور بنگالی وغیرہ مین بہت
سے ایسے الفاظ ہیں - جو سنسکرت سے ملتے ہیں اور ان کے ذریعہ
ایک جھلک کے طور پر حقیقت کا پتہ لگ سکتا ہے - یہ ہر شخص جانتا
ہے اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ چند صدیوں مین ہی زبان
مین [illegible] واقع ہو جاتا ہے پس ہزارون برسون کے بعد تو
ایک زبان کا [illegible] نہیں رہ سکتا - مگر بعض سنسکرت الفاظ
کا اب تک بعض زبانون مین قائم رہنا ثابت کرتا ہے کہ یہ زبان
وہان پر رہنے کے زمانہ کے قریب کی زبان ہے -

غرض اسلام اسلام کی زبان - اسلام کی کتاب اور اسلام
کا رسول ہی اب [illegible] کی رکھتے ہیں اور ان کی
پیروی سے ہی ہمیشہ کی زندگی [illegible] حاصل ہو
سکتی ہے - فاعتبروا یا اولی الابصار - برکت علی از شملہ

بحر خزائن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسز اکمل نے جو مضمون زیور وغیرہ کے متعلق لکھا ہے وہ
درحقیقت بہت مفید ہے جزاہا اللہ احسن الجزاء - لیکن آج
کل قریب زمانہ سے مسلمانون مین ہی زیورات کا استعمال اس
قدر بڑھ گیا ہے کہ کوئی حد نہین رہی - کانون مین اس قدر اور
اتنا زیور پہنا جاتا ہے کہ گردن ادھر اُدھر کرنے مین تکلیف
ہوتی ہے اور بالیون کے چھید بہت بڑھ جاتے ہیں جس سے

کان بہت بدشکل معلوم ہوتے ہیں - بہنون کی خدمت مین میری
یہ عرض ہے کہ وہ خود اپنی ننھی ننھی بچیون کو ایسی بے جا اور
ناحق کی تکلیف نہ دیا کرین - بعض مین تو دو تین روز کی لڑکی کے
کانون مین بیس بیس تیس تیس چھید کرا دئے جاتے ہیں الاماں
کیسی بے رحمی اور بے دردی ہے - میرے خیال مین یہ سخت
نادانی ہے - جب تک لڑکی پانچ چھ سال کی نہ ہو لے اس کے
کان ہرگز نہ چھدوانے چاہئیں - اور سوراخ تو ایک ہی کافی ہے
لیکن دو یا تین سے زیادہ نہ ہونے چاہئیں - ہمارے گھرون
مین سر کے زیورات دادنی - [illegible] چونک وغیرہ جو عموماً پہنے
جاتے ہیں میرے خیال مین بہت فضول ہیں - ہمارے ماتھے پر
اللہ تعالیٰ نے کیا خوشنما بال بنا رکھے ہیں جس کی مانند نہ سنار نہ
ساہوکار [illegible] - پس ہمین چاہئے کہ اس کی عنایات کا شکر کیا
کرین اور ان کو بالکل نہ چھپا وین - کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے
چھپانے والون سے سخت ناراض ہوتا ہے - چنانچہ قرآن شریف
مین فرماتا ہے - [illegible] ما آتاہم اللہ من فضلہ او ناشکرے
وہ ہوتے ہیں جو چھپا دیتے ہیں اس چیز کو جو عطا کی ہے انہین
اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے - اگر ماتھے پر کوئی زیور پہننا ضروری
ہو تو [illegible] اور [illegible] ٹیکا پہن لیا کرین -

گلو کے زیور بہت بھاری اور بہت اچھے نہین ہوتے خصوصاً
جب چھوٹا بچہ گود مین ہو اور اس کو دودھ پلانا ہو ایسی حالت مین
بہت دقت واقع ہوتی ہے [illegible] بار بار اس کے سر پر گرتا ہے
[illegible] بچے کو چوٹ لگ جاتی ہے اور معصوم بچے کو خواہ مخواہ کی
تکلیف دی جاتی ہے - [illegible] ہلکا سا خوشنما
[illegible] ہی کافی سمجھی ہوئی
ہاتھ کے زیور بچے کے دشمن ہوتے ہیں [illegible]
[illegible] کے واسطے فائدہ ہوتے ہیں اور دو چوڑیاں جن
[illegible] کہتے ہیں [illegible]
[illegible] زیور تو انگوٹھیاں ہیں اور وہی کافی ہیں - پاؤن کے
[illegible] زیور وبال جان مین [illegible] ہو جاتی ہے جو بچے کو پاؤن پر
بٹھایا جاتا ہے اور نہ خود ہی پاؤن سے [illegible] بیٹھ سکتے ہیں بہتر تو یہ
ہے کہ پاؤن کے زیورات ترک کر دئے جاوین - لیکن اگر ترک
نہ کر سکین تو چھلے یا چھلّیاں ہی کافی ہیں - قبل یون سے کے ہاتھ پاؤن
مین اس قسم کے زیورات پہنائے جاتے ہیں - جو اس ملک مین
خواتین اپنے آزاد گھرون مین پہنتی ہیں - اس لئے مین دعا کرتی
ہون یا الٰہی ہمین اور ہماری اولاد کو دنیا کے پھندون سے بچا
زیورات کا ایک [illegible] تقویٰ کے برخلاف ہے -
وہ [illegible] کے پاس بہت زیور ہو اسے غرور بہت ہو جاتا ہے

اور وہ اپنی جیسی مونہہ ناک کان والی عورتون کو نظر حقارت سے دیکھتی ہے اور اس کو پوچھتی تک نہین - چنانچہ دو سگی بہنون کی ایک حکایت مشہور ہے کہ ان مین سے ایک امیر گھر اسنے مین بیاہی گئی اور ایک غریب کے ہان - ایک موقع پر جب امیر بہن کے ہان کچھ تقریب شادی کی ہوئی تو غریب بہن بھی بلاوے پر اس کے ہان پہونچی وہان دیکھتی کیا ہے کہ امیرون کی بہت قدر ہوتی ہے اور بالتکلف مہمان نوازی انہین کی ہوتی ہے اور غریبون کو کوئی پوچھتا تک نہین چنانچہ اس کو بھی کسی نے نہ پوچھا اور امیر بہن نے بھی کچھ خیال نہ کیا - آخر یہ غریب بیچاری سخت مایوس ہو کر اپنے گھر واپس چلی آئی - اس غریب بہن نے مگر اتنی شرافت کی کہ امیر بہن سے کوئی گلہ یا ناراضی کا اظہار اس وقت کچھ نہ کیا جب دوسرے موقعہ پر امیر بہن نے بلایا تو اس غریب بہن نے بہت سا زیور مانگ کر پہنا اور اب کے ہان بہت شان سے آئی - اب کی دفع اس کی بہت ہی خاطر تواضع ہوئی اور امیر بہن نے اپنے معزز مہمانون سے یہ کہہ کر ملاقات کرائی کہ یہی ہماری پیاری بہن صاحبہ ہین - چنانچہ سب نے اکرام کیا اور اپنے ساتھ بٹھلایا - جب دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا تو سب نوش فرمانے لگین - مگر یہ غریب بہن بجائے کھانے کے ایک ایک لقمہ ہر کھانے سے اٹھاتین اور اپنے مختلف زیورات پر لگانے لگین سب مہمان ہنسنے لگے کہ یہ عورت پاگل ہو گئی ہے کہ زیورون پر کھانا لگا رہی ہے - جب امیر بہن کی نگاہ پڑی تو اس نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہی ہو - اس نے جواب دیا کہ مجھے اب کی دفعہ محض ان زیورات کی بدولت یہ عزت ملی ہے - اور یہ کھانا نصیب ہوا - اس واسطے مین انہی کو کھلاتی ہون - ورنہ مین ایک دفعہ پہلے بھی تو اس گھر مین آئی تھی اور بہت بے وقعت ہوئی تھی - یہ سن کر امیر بہن بہت شرمندہ ہوئی اور معافی مانگی -

موجودہ مروجہ برقعہ کے نقائص

مروجہ برقعہ ہمارے لئے ٹھیک پردہ نہین ہے خصوصاً جس حالت مین ہمین بچہ گود مین اٹھا کر چلنا پڑتا ہے اس وقت نیچے اور سامنے سے برقعہ ہٹ جاتا ہے اور اس کے سنبھالنے اور پھر چلنے مین سخت تکلیف ہوتی ہے -

پھر مروجہ برقعہ مین بھاری نقص یہ ہے - کہ جب ہم راستہ چلتے ہین تو ہم سب نامحرمون کو دیکھ سکتی ہین - اگرچہ اور کوئی ہمین دیکھ نہین سکتا - لیکن پردہ تو دو طرفہ ہونا چاہیئے ان نقائص کے دور کرنے کے لئے مین نے آجکل خود ایک برقعہ تجویز کیا ہے اور تیار کر کے استعمال بھی کرتی ہون - اور مین سمجھ سکتی ہون کہ فی الحال اس سے بہتر برقعہ نہین ہو سکتا اس برقعہ کے دو حصہ ہین ایک نیچے کرتہ اور دوسری ٹوپی - کرتہ لانبا کہ پاؤن تک پہونچ جاوے اور خوب گھیرے دار کہ ہر قسم کا بدن اس مین معلوم نہ ہو سکے ایسے ہی آستین گھیرے دار اور اس کی جھالر اتنی بڑی کہ ہاتھ پاؤن بھی ڈھک جائین اس مین قمیص کی طرح گلو مین بٹن ہون گے - ٹوپی عنبری دار ہے اور عنبری اتنی بڑی کہ سینہ بھی اچھی طرح ڈھک جاوے آنکھون کی جالی کے اوپر ایک کپڑا بڑھا کر بذریعہ تار کے لگا دیا جاتا ہے کہ چلنے کے وقت صرف نیچے راستہ یا اور اشخاص کے صرف پاؤن نظر آدین اور کچھ نہ دکھائی دے -

نقشہ برقعہ گلو مین بٹن والا

[illegible]

ٹوپی برقعہ

سینہ چھپائے گا

اہلیہ خورد خلیفہ رشید الدین صاحب ڈاکٹر

(بہرتاب گڈھ)

فصاحت قرآنی

مین نہین جانتا جس حالت مین لبید بن ربیعہ جیسے فصیح و بلیغ شاعر عبد اللہ بن قیس جیسے سخن شناس اور نکتہ سنج - کعب بن مالک جیسے قادر الکلام - حسان بن ثابت جیسے طوطئی عرب - عباس بن مرداس جیسے گرامی منزلت شاعر ولید بن مغیرہ جیسے محقق اور بے نظیر سخن وراور دیگر جلیل القدر تعلیم یافتہ اور شیوخ قبائل عرب اس کی فصاحت پر ایمان لا کر اس کے دائمی فدائی بن گئے تو ایسی حالت مین وہ لوگ جو اردو فارسی بھی اچھی طرح سے نہین جانتے وہ کس طرح قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت پر منہ آتے ہین وہ قرآن جسکی حکومت دنیا مین آج تیرہ سو سال سے قائم ہے اور ہر صدی بلکہ ہر قرن مین اس کی شوکت عظمت اور شہرت کو ترقی ہے مگر ہم تو یہ کہین گے کہ قرآنی فصاحت سے انکار کرنے والے حسد مین شرابور ہے ہٹ دھرمی و تعصب مین چکنا چور وہ روز روشن مین سیاہ و سفید کی تمیز سے معذور ہے - یا اندھی فرقہ تو اس بات پر مجبور ہے اس لئے ہم کو مساوی نہین ہزار ساز باکر چاہین سو کرین - قرآن اپنی جگہ ہے - حق حق ہی ہے اور باطل باطل ہی ہے -

(خاکسار محمد اسمعیل خان نقلائی [illegible])

قائلین حیات مسیح سے ایک سوال

[illegible] اللہم اغفرلی وارحمنی و اھدنی [illegible] وارفعنی واجبرنی وارزقنی [illegible] کے جلسہ استراحت مین [illegible] دعا کے مقابلہ [illegible] کے لئے استدعا [illegible] کہ جب یہی رفع کا لفظ حضرت مسیح [illegible] حیات حضرت مسیح کے رفع جسمانی [illegible] مین تو ضرور [illegible] دعا مین بھی رفع کے معنے جسمانی [illegible] ثابت کر سکتے ہین کہ اس دعا کے [illegible] حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور نیز تابعین و تبع تابعین و نیز کثیر جماعت دیگر مومنین جو اس دعا کو ہر روز نماز مین پڑھتے ہین ان کے جسم بھی آسمان پر اٹھائے گئے ہین - کیسے افسوس کی بات ہے کہ رفع کا لفظ جب حضرت مسیح کے ساتھ آوے تو اس کے معنے جسمانی رفع کے لئے جاتے ہین اور یہی لفظ جب افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آوے تو اس کے معنے اور کئے جاتے ہین - سه

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را نہ دادند این فضیلت را
ہمہ عیسائیان را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

اے مسلمانون خدا کے لئے غور کرو اگر رفع کے معنے جسمانی رفع ہین - تو ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر کسر شان ہوتی ہے کہ باوجود بلکہ ایک عرصہ تک رفع کی خواہش کی - مگر (معاذ اللہ) قبول نہ ہوئی اور بالآخر زمین ہی مین مدفون ہوئے - بدین عقل و دانش ببائد گریست -

خاکسار غلام نبی احمدی ساکن جکوال حالوارد میناپور (بنگال)

مستعمل ٹکٹ

ہمارے پاس امریکہ - یورپ - آسٹریلیا وغیرہ ممالک کے کچھ مستعمل ٹکٹ ہین - اگر کسی دوست کو ضرورت ہو - تو ہم سے منگوا سکتے ہین -

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ پندرھواں

سورۂ بنی اسرائیل

(مورخہ ۶ - فروری سنہ ۱۹۱۱ء رکوع اول)

قرآن مجید جو کچھ ہم کو سناتا ہے کئی مضمون پر منقسم ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ۔ نکاح طلاق وراثت وغیرہ کے متعلق جو آیات ہیں وہ ڈیڑھ سو کے قریب ہیں اور قریباً ڈیڑھ سو احادیث ہیں۔ پس یہ جو حذف مکررات آیات باقی رہینا۔ بکس لئے ہیں عزیزان انسان کو بہت ضرور نہیں ہیں۔ ایک خداشناسی ایک خدا کو راضی کرنا۔ ایک مخلوق پر شفقت۔ غرض اس قسم کی کئی باتیں ہیں جن سے باقی قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ڈیڑھ سو آیات کے متعلق ہی کل بحثیں رہیں اور پھر اس پر بھی اکثر مسلمانوں کا عمل نہیں جیسا کہ عام طور پر مسلمان بے نماز ہیں۔ کسی کا مال کھانے میں بعض کو کچھ تامل نہیں ہوتا۔ وراثت کے متعلق لڑکیوں کے بارے میں عمل ہی اٹھا دیا ہے۔ حلال کمائی کے لئے کچھ تڑپ نہیں رکھتے۔ چہ جائیکہ خدا کا عرفان اس کی رضامندی اور شفقت علی خلق اللہ کی تڑپ ہو۔

یہ سورۃ یہ بتانے کے لئے ہے کہ متقی کو کیا انعامات ملتے ہیں اور فاسق شریر عہدشکن کو کیا سزا ملتی ہے۔ مدینہ میں یہودی تھے اس لئے ان کو بیدار کیا۔

سبحٰن۔ اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہے کہ یہود کو جو بابیوں اور رومیوں نے تباہ کر دیا اس میں اللہ ظالم نہیں۔ بلکہ اس نے جو کچھ کیا اس سے اس کی تنزیہ ثابت ہوتی ہے۔ گندوں سے اس کو پیار نہیں۔

اسرٰی بعبدہٖ۔ یہاں لوگوں نے معراج کا ذکر کیا ہے یہ بہت مناسب ہے کیونکہ معراج ان واقعات صحیحہ کا بیان ہے۔ جو آپ کے بعد ہی آپ کے جانشینوں کو پیش آنے والے تھے۔ میرا ایمان ہے کہ معراج یقظہ میں ہوا ایسے یقظہ میں جس کے سامنے ہماری بیداری بمنزلہ خواب کے ہے۔ ایک شخص نے میرے بدن پر ہاتھ لگا کر پوچھا کہ اس جسم کے ساتھ معراج ہوا۔ میں نے کہا یہ تو نور الدین کا جسم ہے۔ پھر اپنی طرف اشارہ کر کے کہا میں نے کہا کہ یہ آپ کا جسم ہے۔ مبہوت رہ گیا۔

ہمارے قاضی صاحب اس کے معنے کیا کرتے ہیں کہ یہ ہجرت کا بیان ہے۔

المسجد الاقصیٰ۔ سے خواہ وہ مدینہ کی مسجد مراد لیں مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اس طرف لے گیا۔

قضینا۔ اعلمنا و اخبرنا۔

فجاسوا۔ جس اور جوسان کے معنے ہیں کسی ملک میں چلنا پھرنا۔ مسلمانوں پر بھی یہ بات آئی۔ اللہ نے مسلمانوں کو بڑی سلطنت عطا کی تھی اور ان کو وہ ملک عطا کیا گیا جو سلیمان کو دیا گیا جو داؤد کو دیا گیا۔ جس پر عمالیق کو فخر تھا۔ پھر جب ان کے تقوے میں فرق آیا۔ تو بالکل کمی ہو گئی۔ سورۂ جمعہ میں آیا ہے۔ مثل الذین حملوا التورٰىة ثم لم یحملوھا کمثل الحمار۔ بنی امیہ کے آخری بادشاہ کا نام مروان الحمار تھا۔ گویا خدا نے سمجھا دیا کہ اب تم میں بھی یہود کی طرح حمار پیدا ہونے لگے اب ضرور ہے کہ یہود سا سلوک تم سے بھی ہو۔ چنانچہ ان سے سلطنت چھین لی گئی۔ پھر خدا نے فضل کیا اور عبد الرحمٰن کی معرفت سلطنت کو سنبھالا۔

لیسوٗءوا وجوھکم۔ تمہارے بڑے بڑے آدمیوں کو ذلیل کر دیا۔ مسلمانوں پر بھی یہ زمانہ آیا جب چنگیز خان کے حملے ہوئے۔ خوارزم کا ایک بادشاہ تھا اس کو چنگیز خان نے لکھا۔ اترکوا الترک ما ترکوکم پس ہم مغلوں سے آپ نہ لڑیں یہ آپکے ہادی کا فرمان ہے آپ کے رسول نے فرمایا ہے۔ پھر اس نے لکھا [illegible] حتیٰ لا تکون فتنۃ۔ لڑائی سے باز رہو۔ پھر ایک جگہ لکھتا ہے کہ کفار سے امن سے کیا کیا۔ تمہارے نبی نے حقوق رکھے ہیں۔ مگر تمہارے ملک میں ہمارے تاجر لوٹے گئے۔ افسوس کہ خوارزم کے بادشاہ نے یہ نصیحت کی باتیں نہ سنیں۔ آخر ہلاکو۔ ہلاکت کی تلوار بن کر آیا۔ اور چنگیز خانیوں نے ۱۸ لاکھ آدمی قتل کر دئے اور سب کتب خانے غرق کر دئے۔ ہزار آدمی کو جو مدعیان سلطنت خیال کئے جا سکتے تھے زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ اور ہزاروں عورتوں کو زنا کا حمل کروا دیا ایسی تباہی کروائی جس کی کوئی حد نہیں۔ سعدیؒ نے اس تباہی کا کچھ کچھ نقشہ پیش کیا ہے۔ پھر کبھی اللہ نے رحم کیا ہلاکو کا پوتا مسلمان ہو گیا اور مسلمان کچھ بچ گئے۔ اور ان کا نام رہ گیا تم خدا سے ڈرو اور شرارتیں مت کرو۔ دس سلطنتیں میرے سامنے ہلاک ہوئی ہیں۔ دہلی کی سلطنت۔ لکھنؤ کی سلطنت۔ کاشغر۔ سمرقند۔ بخارا کی سلطنت۔ زنجبار۔ مسقط۔ مراکش۔ الجزائر۔ مصر۔ یہ سب میری آنکھ کے سامنے برباد ہوئیں۔ یہ سب بدعملیوں کی سزا ہے۔

بالاخرۃ۔ وہ باتیں جو اخیر میں ظاہر ہونے والی ہیں۔

مورخہ ۷ - فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲)

ویدع الانسان بالشر۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں سارے جہان کے لئے رحمت تھا۔ اس سورۂ کریم میں اللہ نے یہود کو سمجھایا ہے کہ دو وقت تم پر خطرناک آچکے ہیں ایک جب داؤد کی لعنت تم پر پڑی۔ اور بابیوں کے قبضے میں تم گرفتار رہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کی لعنت تم پر پڑی۔ ان کو

بڑے عظیم الشان مقابلہ کا بدانجام طیطس کے زمانہ میں ایسا خطرناک ہوا۔ کہ تمہاری عظمتیں خاک میں ملا دی گئیں۔ میں نے تمہیں بتلایا ہے کہ لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری۔

ایک مسلمان کی جتنی بھی زمین جائے تو اس کے لئے کیسا مضطرب ہوتا ہے۔ پھر تم یاد کرو۔ کہ مسلمانوں کا کتنا ملک تھا مگر بدعملیوں کی وجہ سے دو بار ان پر بھی ایسا ہی وقت آیا۔ فرماتا ہے کہ انسان بدی کو بھی پکارتا ہے۔ یعنی اپنی بدعملی کی وجہ سے گویا اپنے لئے دکھ مانگتا ہے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ اپنے یا اپنے اقربا کے حق میں بددعا کر لیتا ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں ...... مائیں اپنی اولاد کو گالیاں بددعا کے رنگ میں دیتی رہتی ہیں۔

وجعلنا اللیل والنھار۔ عرب غموں اور دکھوں کو رات سے تعبیر کرتے ہیں تا یہ کہ وہ دکھ درد کی رات دور بھی کر دیتا ہے۔ جلدبازی سے گھبرا کر بددعائیں نہیں مانگ لینی چاہئیں۔

طٰئرہ فی عنقہ۔ جیسے جیسے اعمال کرتا ہے ویسے آثار و نتائج اسی عمل کرنے والے کے گلے میں بندھے ہیں۔ انما اعمالکم احصی علیکم۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ مسند احمد حنبل میں کچھ ایسی حدیثیں ہیں جن سے عوام ناواقف ہیں۔ فرمایا جو لوگ بہرے ہیں یا جنھوں نے انبیاء و رسل کا زمانہ نہیں پایا یا وہ بچے تھے یا بہت بوڑھے تھے۔ یہ جناب الٰہی میں اپنے اپنے عذر پیش کریں گے کہ ہمیں کچھ خبر نہ تھی۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ رسول بھیجے گا۔ بغیر رسول کے عذاب نہیں دیا جاتا۔ ابن جریر میں بھی ایسی حدیثیں ہیں۔

ففسقوا فیھا۔ وہ جن کو حکم دیا جاتا ہے۔ ہمارے حکموں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ فحق علیھا القول۔ بدیاں کرتے کرتے وہ حالت پہونچ جاتی ہے جب پھر وہ جرم لگ جاتے ہیں۔

وکفی بربک۔ نحو کا نکتہ آپ کو سنائے دیتا ہوں۔ کفی بربک کے معنے کہتے ہیں کفی ربک ہیں۔ پس کفی بربک کیوں ہوا۔ یہ ب کیوں بڑھی۔ نحویوں نے لکھا ہے۔ کہ جب مدح یا ذم کا کوئی مقام ہوتا ہے تو پھر ایک جملہ کے دو جملے بنا لیتے ہیں۔ اکتف بربک۔ تو کفایت کر اپنے رب سے۔ کفی ربک۔ قام باخیل مدح کے مقام میں بولیں گے۔

محظوراً۔ ممنوع۔ روکی گئی۔

لا تجعل۔ آخرت کے درجات اور فضیلتیں موقوف ہیں اس پر کہ تو خدا کے ساتھ شریک نہ ملائے۔

مورخہ ۸۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳)

وقضی ربک۔ اس کے معنے ہیں کہ حکم شرعی کیا ہے تیرے رب نے۔

الا تعبدوا الا اللہ۔ یہی ایک مسئلہ ہے جس کے لئے انبیاء دنیا میں آئے۔

میں جب اذان سنتا ہوں تو مجھے یقین پڑتا ہے کہ اسلام کی یہی جامع تعلیم ہے۔ مگر افسوس کہ جس چیز کا رواج پڑ جاتا ہے اس کی قدر بہت کم رہ جاتی ہے۔ اسی طرح لا الٰہ الا اللہ اور کلمہ شہادت۔ ان کے معانی پر غور و تدبر کرنا ضروری ہے مگر مسلمان بہت کم توجہ رکھتے ہیں۔ صوفیائے کرام نے اس کلمہ پر بہت زور دیا ہے اور اس کی تعلیم تفہیم میں بہت کوشش کی ہے۔ اس پر کتابیں بھی لکھی ہیں۔

وبالوالدین احسانا۔ ماں باپ ایک تربیت کے متعلق ہی جس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں اگر اس پر غور کی جائے تو بیٹے ان کے پیر دھو دھو کر پئیں۔

میں نے بچوں کا بلا واسطہ باپ بن کر دیکھا ہے کہ بچوں کی ذرا سی تکلیف سے والدین کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ان کے احسانات کے شکریہ میں ان کے حق میں دعا کرو۔ میں اپنے والدین کے لئے دعا کرنے سے کبھی نہیں تھکا۔ کوئی ایسا جنازہ نہیں پڑھا ہوگا۔ جس میں ان کے لئے دعا نہ کی ہو۔ جس قدر کچھ نیک بیٹے ماں باپ کو راحت پہونچتی ہے۔ اور وہ اسی دنیا میں بہشتی زندگی بسر کرتے ہیں۔

فلا تقل لھما اف۔ اس قدر ان کی مدارات رکھو۔ کہ اُف کا لفظ بھی منہ سے نہ نکلنے پائے چہ جائیکہ ان کو جھڑکو۔

ربکم اعلم بما فی نفوسکم۔ بعض والدین باوجود خدمت کے پھر بھی اولاد کی شکایت کرتے ہیں یا ان کو بے وجہ تنگ کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا خدا تمہاری نیتوں سے خوب واقف ہے۔ دوسرے موقعہ پر فرمایا۔ وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما گویا اطاعت والدین کی حد بنا دی ہے۔

وآت ذا القربی حقہ۔ اپنے اقرباء سے شکایتیں بوجہ زیادہ معاملہ پڑنے کے پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کو خلوص سے دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کی تاکید فرمائی۔

ان المبذرین۔ انسان خیال کرے کہ ایک کھانا جو وہ کھاتا ہے اس کے اجزاء کہاں کہاں سے آئے اور کس شکل اور کن مختلف تبدیلیوں کے بعد ان کا ایک لقمہ اس کے منہ تک پہونچا۔ یہ سب سامان واتاکم من کل ما سألتموہ کی ماتحت حضرت حق سبحانہ نے پہلے سے عطا فرمائے۔ مگر لوگوں نے اس میں تبذیر کی۔ تو اس کا نتیجہ بھگتنا پڑیگا اللہ تعالیٰ نے دینے میں کسی سے بخل نہیں کیا۔ بلکہ اس کے غلط استعمال نے تنگی پیدا کر دی۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم سے مراد نعمتیں۔

فقل لھم قولا میسورا۔ اگر پاس کچھ نہیں تو سائل کو کوئی عمدہ بات ہی کہہ دے۔ ہمارے ایک شیخ تھے۔ وہ سائل کے چہرے کو دیکھ دیکھ کر اس کے مناسب حال خدا کے مربی نام کا ورد بتا دیتے تھے۔ جن میں نام کہتیں

مورخہ ۹۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(رکوع نمبر ۴)

ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق۔ انسان میں ایک غضب کی طاقت ہے۔ وہ جب حد سے بڑھتی ہے۔ تو کئی کئی رنگوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ غضب والا انسان گالی دیتا ہے اپنی اولاد کو قتل کر دیتا ہے اس قتل کے بڑے اسباب میں سے مردوں کی بعلمی بھی ہے پھر مفلسی کا ڈر۔ جیسا کہ آجکل بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہت اولاد نہیں چاہیئے یہ موجب ہے ملک کے افلاس کا۔

ولا تقربوا الزنی۔ دوسری طاقت شہوت کی ہے ... بعض اوقات قانون کے

ذریعہ سے شروع ہوتی ہے۔ پھر آنکھ کے ذریعہ۔ اسی واسطے اسلام میں غض بصر کا حکم ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر حسین جمیل کے دیکھنے سے انسان آنکھیں نیچی کرے تو اس کے دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے۔

ولا تقربوا مال الیتیم۔

تیسری طاقت۔ حرص مال کی ہے اس سے منع فرمایا۔ قویٰ بدنی کا قیام زیادہ تر فضل الٰہی سے ہے۔ دیکھو میں دودھ کبھی نہیں پیتا۔ پھر بھی اس بڑھاپے میں سات سو صفحے کی کتاب ایک رات میں پڑھ سکتا ہوں۔ زیادہ حرص نہ کرو نہ اپنے مال پر نہ کسی کے مال پر۔ خصوصاً یتیم کے مال سے بچو۔

واوفوا الکیل۔ مال کے حصول کے مختلف بُرے طریقوں سے منع فرماتا ہے۔

ولا تقف مالیس لک بہ علم۔ لاتقف کے معنے ہیں لاتقل۔ جو صحابہ و تابعین سے ثابت ہیں۔ جس چیز کا علم نہ ہو وہ موہنہ سے نہ نکالو۔ آج کل ایسی بے باکی بڑھ رہی ہے۔ کہ پالٹیکس اور اکانومی کے معنے تک نہیں جانتے اور اپنے اخبار اس کے لئے وقف کرنے پر بیٹھے ہیں۔

ولاتمش فی الارض مرحاً۔ ایک اور بُری بلا ہے۔ تکبر اس سے منع فرماتا ہے۔

ولاتجعل۔ پھر وہی پہلی بات جو کل نیکیوں کی اصل الاصول ہے یاد دلاتا ہے۔

مورخہ ۱۰۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۵)

لیذکروا۔ اللہ نے اس کتاب میں قرب الٰہی سیکھنے والوں دنیاداروں، امراء غرباء، بچے بوڑھے غرض ہر طبقے ہر مذاق کے لوگوں۔ کے لئے بھلائی کی باتیں اور نصیحتیں لکھی ہیں۔

ایک سوال ہُوا کہ خدا نے مسیح و مہدی کا ذکر قرآن میں کیوں نہیں کیا۔ فرمایا ذکر تو کیا ہے۔ چنانچہ وعداللہ الذین آمنوا منکم میں اس کا ذکر مذکور ہے۔ نام بنام فہرست کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس طرح تو ضروری تھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا نام بھی ہوتا۔ اور پھر خلفاء کا نام لکھدیتا تو سب لوگ اپنی اولاد کا وہی نام رکھتے اور معاملہ مشتبہ ہو جاتا۔ اس لئے ایک نشان ان کی صداقت کا فرمادیا۔ کہ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً اور فرمایا کفی باللہ شھیداً۔

اذاً لابتغوا۔ یعنی اے مشرکو ایک تم خدا کے پرستار پھر بُت تمہارے۔ شفیع۔ پس ذی العرش کے سامنے اس صورت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں تم جیت سکتے ہو۔ مگر ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

حجاباً مستوراً۔ جو شخص غفلت کی راہ اختیار کرتا ہے اولاً اس کے قلب پر غینؔ آتا ہے پھر رینؔ پھر صداؔ آتی ہے۔ پھر طبعؔ پھر ختمؔ ہوتی ہے۔ پھر قفلؔ۔

ولوا علیٰ ادبارھم نفوراً۔ اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا بیان کریں۔ اور حاضرین کے مذاق کے مطابق ان کے سلسلے کے کسی پیر کا ذکر نہ آئے تو لوگ کہہ اُٹھتے ہیں کہ مزا نہیں آیا۔ چشتیوں کی مجلس میں چشتیوں کے پیر طریقت کا ذکر نہ کریں۔ نقشبندیوں قادریوں کی مجلس میں ان کے پیر کا۔ سہروردیوں میں ان کے پیر کا۔ تو وہ ناراض ہو جاویں میں دوسروں کا کیا ذکر کروں۔ ایک شہر میں میں نے خدا تعالیٰ کی صفات ذکر شروع کیا اور دیدہ و دانستہ حضرت صاحب کا ذکر نہ کیا۔ تو بعض شخصوں میں اس کے متعلق بحث چھڑ گئی۔ حق فرمایا ہے خدا نے۔ واذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب آہ۔

رجلاً مسحوراً۔ مسحور کے تین معنے کئے ہیں۔ اسم مفعول کا صیغہ جس پر سحر کیا گیا (۲) عربی زبان کا قاعدہ ہے کوئی چیز جب اپنے کمال کو پہونچ جاوے تو مبالغہ کے لئے اس کے اسم فاعل کو اسم مفعول بنا دیتے یا برعکس نام لیتے ہیں۔ مثلاً بہت سیاہ حبشی کا کافور نام رکھدیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی ایسا کر لیتے ہیں۔ جیسے جلتی کا نام گاڑی۔ پس جو بڑا ساحر ہو اُسے مسحور کہدیتے ہیں۔ (۳) مسحور .... سحری کھانے کو کہتے ہیں۔ پس مسحور کے معنے ہوئے کھانے والا۔ عربی کا شعر سناتا ہوں۔

فان تسئلنا فیما نحن فانما
عصافیر من ھذا الانام المسحر

اس شعر میں مسحر کے معنے کھانے والے کے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ طعن سے کہتے۔ یاکل مما تاکلون ویشرب مما تشربون۔ گویا ان کے نزدیک نبی کھانے والا نہیں چاہیئے۔

فسینغضون۔ بعض کہتے ہیں سر کو اونچا کر کے نیچا یا نیچا کر کے اونچا کرنا۔ بے ایمان لوگوں کی عادت ہے۔ کہ حقارت کا اظہار اس طریق پر کرتے ہیں۔

مورخہ ۱۳ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۶)

ھی احسن۔ اس پر مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔ ایک مولوی ایک مس کو پڑھایا کرتے۔ مس نے ان پر ایسا اعتبار جمایا کہ اپنی کنجیاں تک ان کے سپرد کر رکھی تھیں۔ میں نے انہیں کہا۔ ہوشیار رہنا۔ ایک دن بھاگتے میرے پاس آئے وجہ دریافت کی تو بتلایا کہ مس نے مجھ پر اعتراض کیا ہے۔ کہ ھی مؤنث کی ضمیر ہے اور یہ احسن کے لئے ہے جو مذکر ہے۔ یہ کیونکر درست ہُوا۔ میں نے کہا یہ تو معمولی بات ہے۔ کہ یہ اسم تفضیل جس پر آل نہ ہو۔ مذکر و مونث کے لئے یکساں آسکتا ہے۔ جب جاکر ان کو ہوش آیا۔

اس موقعہ پر میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اول بات کو تولو پھر منہ سے بولو انسان ایسا لفظ کیوں منہ سے نکالے۔ جس کا نتیجہ اخیر میں بُرا بھگتنا پڑے۔

ینزغ بینھم۔ یفسد بینھم۔ سورہ یوسف میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ من بعد ان نزغ الشیطان بینی وبین اخوتی۔

یمن - سب لوگوں کو۔

وآتینا داؤد زبوراً - اس کے پہلے لقد فضلنا بعض النبیین علی بعض فرمایا۔ ان کا تعلق آپس میں کیا ہوا۔ سنو - قرآن مجید میں ہے کہ لعن الذین کفروا علی لسان داؤد۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ آپ محتاط رہیں اللہ تعالیٰ نے بہت بزرگی دی۔ ایسی بات آپ کی شان سے بعید ہے اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعّان نہیں تھے۔ حدیث میں جہاں ذکر آیا ہے وہاں ساتھ ہی [illegible] کا بیان بھی ہے۔

وما منعنا ان نرسل بالآیات - یہ ایک آیت ہے جس پر لوگوں کو شبہ ہوا ہے سرسید احمد خان صاحب نے بھی ٹھوکر کھائی ہے اور معجزوں سے انکار کیا ہے حالانکہ اس کے صحیح معنے یہ ہیں کہ کس چیز نے ہمیں آیات کے بھیجنے سے نہیں روکا۔ اور کیا پہلوں کی تکذیب ہمیں روکتی ہے ہرگز نہیں۔ چنانچہ دیکھو ثمود کے لئے اونٹنی ایک نشان بنائی۔ جب انہوں نے اس پر ظلم کیا۔ تو خمیازہ اٹھایا۔ اسی رکوع کے اخیر پر ۔ ۔ ۔ ۔ وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءهم الهدى میں کس چیز نے روکا ہے لوگوں کو ایمان سے۔ مگر اس کے یہ بشر رسول ہے۔ یہ تو ایسی بات نہیں۔ پھر یہ معنے ہیں کہ

بالآیات - میں ال کیسا ہے۔ استغراق کا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ کل آیات کے بھیجنے سے تو تکذیب روکتی ہے۔ مگر بعض سے تو نہیں روکتی۔ اگر بعض آیات مراد ہیں تو باقی بعض کے بھیجنے سے تکذیب الناس نہیں روکیگی۔

واذ قلنا لک - اب ایک نشان کا ذکر فرماتا ہے۔

الرؤیا - بعض نے کہا ہے یہ رؤیا معراج مراد ہے۔ بہت لوگ سمجھتے تھے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے رویا میں اپنی بڑی بڑی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ کب نصیب ہو سکتی ہیں۔ لیکن آخر ہم چودھویں صدی میں دیکھ رہے ہیں کہ معراج کے واقعات حرف بحرف صادق آرہے ہیں۔

الشجرۃ - ایک اور موقعہ پر فرمایا ہے۔ انها شجرة تخرج فی اصل الجحیم اس پر مشرکین نے ہنسی کی اور شجرۂ زقوم کے بعکس کھجور بنا کر لوگوں کی دعوت کی اور کہا یہ ہے جس سے محمد ڈراتا ہے۔

مورخہ ۱۳ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۷)

اعبدوا - فرمانبرداری کرو۔

لاحتنکن - اس کے تین معنے ہیں (۱) تابعین نے معنے کئے ہیں - احتوین حاوی ہو جاؤں گا (۲) لاستولین - مسلط ہو جاؤں گا۔ شاہ عبد القادر نے لطیف ترجمہ کیا ہے۔ ان کی ڈاڑھی باندھونگا۔ ڈاڑھی کو پنجابی میں کھبّی کہتے ہیں

قال کے متعلق یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ ضرب۔ نعل۔ قال۔ تینوں قریب المعنی ہیں۔ منہ سے کہے ہاتھ پاؤں ناک آنکھوں سے کسی فعل کو کرے یا کسی واسطے سے کرے۔ سب پر قال بولا جاتا ہے اسی واسطے صوفیوں نے بالعموم انہی افعال کو رکھا ہے۔ کلّم کا لفظ بھی وسیع ہے۔ ہاں کلّم تکلیما جب آئے۔ تو پھر لفظوں سے بات کرنے کے معنے میں آتا ہے۔ کلّم الجبل اد للوتد تکلیما کبھی نہیں بولتے

جزاءً موفوراً - عربی زبان میں جب اسم فاعل کمال کو پہونچے۔ تو صیغہ مبالغہ سے بڑھ کر اسے مفعول کے رنگ میں ادا کرتے ہیں۔ دفور کے معنے بڑی وافر۔

واستفزز - استفزاز۔ کسی ہلکا اوچھا بنا لینا ایسا کہ اپنے پر بھی قابو نہ رہے۔

بصوتک - صوت کا لفظ چار معنوں میں آیا ہے (۱) کھیل کود لعب (۲) لہو۔ اللہ سے غافل کرنے کا سامان (۳) غنا۔ گانا بجانا (۴) ہر چیز جو معصیۃ اللہ کی طرف بلائے۔ (کل داع الی معصیۃ اللہ) مومن کو ایسی باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

بخیلک ورجلک - دنیا میں کوئی سوار ہے کوئی پیادہ - فرماتا ہے - اے شیطان تیرے سوار و پیادے ہیں - یعنی تیرے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

وشارکھم فی الاموال - مال میں شرکت شیطان یہ ہے۔ کہ مال حرام راہ سے کماوے (۲) [illegible] کے خلاف اس مال کو خرچ کرے۔

والاولاد - اولاد میں شرکت شیطان یہ ہے (۱) زنا سے اولاد حاصل کرنا (۲) اولاد کو کفر میں رنگین کرنا۔ (۳) ایسے نام رکھنے۔ جن میں غیر اللہ کے فضل وغیرہ کا ذکر ہو - مثلاً فضل میراں - پیراندتا۔

وما یعدھم الشیطن - شیطان کے وعدے کیا ہیں - ان کے لئے میں نے بہت تحقیقات کی ہے۔ تین باتیں تو بہت قوی ہیں اور دو اسی قبیل سے۔ اول شعبہ تو یہ ہے کہ کوئی آدمی برے کام سے روکا جاوے۔ تو وہ جواب میں کہے کہ فلاں جو کرتا ہے۔ ایسا کہنے والا گویا تمام بدیوں کو جائز ٹھہراتا ہے (۲) یہ کہنا کہ یہ کام ہم نے آگے بھی کیا ہے۔ ہمارا کسی نے کیا بگاڑ لیا۔

(۱) عقائد کے اندر شبہات یا عقائد باطلہ (۲) عمل باطل (۳) جزا و سزا کا انکار تمام شیطانی باتوں کی اصل الاصول یہی تینوں چیزیں ہیں۔

یزجی - بجری۔

ان یخسف بکم - تمہیں ذلیل کر دے گا۔

قاصفاً - قصف کوٹنا - باریک کرنا - دبوچ لینا۔

تبیعاً - بدلہ لینے والا - نصرت کرنے والا۔

مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۰ء (رکوع ۸)

امام - اس کو کہتے ہیں جس کا اتباع کیا جاوے - بدکار بدکاروں کی اقتدا کرتے ہیں اس لئے ان کا نام امام ہے - نیک نیکوں کی اقتدا کرتے ہیں اس لئے ان کا نام امام نیک ہے۔ دانشمند انسان غور کرے کہ وہ جہاں اولین و آخرین جمع ہونگے کس جماعت میں سے پیش ہونا چاہتا ہے۔ دنیا میں بھی کوئی بدمعاشوں شہدوں کے ساتھ ہو کر بادشاہ کے حضور پیش ہونا پسند نہیں کرتا تو اس احکم الحاکمین کے حضور اولین آخرین کے سامنے کب گوارا کر سکتا ہے کہ بری جماعتیں ہو کر پیش ہو۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)